ہے، عام لوگوں کے علاوہ متوسط طبقے کے زمیندار بھی ان سے قرضہ لیتے ہیں۔ ہندوؤں میں اسلحے کے ڈیلر بھی خاصی تعداد میں ہیں، مثلاً جھکب آباد کے ایک گاؤں کنوکوٹ میں اسلحے کے پانچوں ڈیلر ہندو ہیں اور یہ لاکھوں روپے سالانہ کا اسلحہ فروخت کرتے ہیں۔

پاکستانی ہندوؤں کے بھارتی ہندوؤں کے ساتھ روابط ہی قائم نہیں بلکہ یہ اپنی دولت بھی بھارت منتقل کرتے رہتے ہیں۔ پاکستان میں کمائی ہوئی دولت سے بھارت میں ان کے مختلف کاروبار چل رہے ہیں۔ بیشتر ہندو خاندانوں کے کچھ لوگ یہاں ہیں اور کچھ بھارت میں مصروف کار ہیں۔ بھارتی حکومت راجستھان میں پاکستانی ہندوؤں کی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

ہندوؤں کے خفیہ اجتماعات اکثر ہوتے رہتے ہیں، ستمبر ۱۹۸۶ء کے بڑے خفیہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سندھی ہندوؤں کو بھارت میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کرنی چاہیئے، ہندوؤں کے اسمگلنگ بزنس کے لیے سرحدی علاقے جنت ہیں۔ وہ الائچی، کالی مرچ، سپاری وغیرہ بہت اسمگل کرتے ہیں۔

سندھ کے تعلیمی اداروں میں ہندو طلباء جئے سندھ طلبا یونینوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ حیدرآباد، سکھر اور اندرونی اضلاع کے تعلیمی اداروں میں ہندو طلباء کا تناسب اُن کی آبادی کی نسبت بہت زیادہ ہے، ہندو اساتذہ بھی خاصی تعداد میں ہیں جو جئے سندھ کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی بڑی تعداد محکمۂ تعلیم، محکمہ صحت اور محکمہ مال میں ملازم ہے۔ ہندو ڈاکٹر خاصی تعداد میں ہیں۔ سندھ کے محکمہ مال میں بیس تحصیلدار ہندو ہیں، اور گریڈ سترہ یا اس سے اوپر کی کئی اسامیوں پر ہندو اچھی خاصی تعداد میں فائز ہیں۔

۱۹۸۳ء کی ایم۔ آر۔ ڈی کی تحریک کے موقع پر بھارتی علاقے کچھ بچھ، لکھپت اور بھیلے میں تحریک کی امداد کے لیے خصوصی کیمپ قائم کیے گئے تھے، بھارتی کیمپوں میں تخریب کاری کی تربیت دی جاتی ہے۔ بھارت میں سندھی سیوا سنگھ کے صدر مانک رام عیسانی نے کچھ دنوں پہلے ایک بیان میں کہا کہ: "اگر جئے سندھ تحریک کی بھارت مکمل طور پر حمایت کرے تو سندھو دیش جلد وجود میں آجائے گا، کیونکہ سندھو دیش ہر سندھی کے دل کی آواز ہے۔"

(الحاج محمد سعید۔ حویلیاں)

نھج الھدایۃ "دین مسلمات کے خلاف ایک خطرناک سازش" قبائلی علاقہ جات کے سکولوں کی لائبریریوں میں ایک کتاب الموسوم بہ "نہج الہدایہ" مصنفہ سید محمد عبداللہ ابن عبدہٗ الحسینی تقسیم کی گئی ہے۔ احقر نے کتاب کا مطالعہ کیا، کتاب میں غلط اور گمراہ کن واقعات پائے۔ یہ کتاب نیم علم لوگوں کے لیے موہم اور بے علم لوگوں کے لیے گمراہ کن ہے اور اس کے پڑھنے سے ایمان اور اسلام کو بیّن نقصان پہنچتا ہے ــــ مصنف نے جگہ جگہ حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے لیے "علیہ السلام" لکھا ہے، اسی وجہ سے احقر کو شبہ ہوا کہ مصنف شیعہ ہے، لیکن جوں جوں کتاب پڑھتا رہا یہ

اندازہ ہوتا رہا کہ مصنف غالی اور گمراہ صوفی ہے کیونکہ کتاب تصوف کی زبان میں لکھی گئی ہے اور کئی جگہ کشفی حالات بھی بیان کیے گئے ہیں مگر اکثر واقعات بیداری کی حالت میں دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کے چھاپنے میں اس دور کے عبدالرؤف صاحب ڈپٹی سیکرٹری امور مذہبی و اوقاف صوبہ سرحد اور خان ظفر علی خان صاحب وزیر قانون و پارلیمانی امور صوبہ سرحد اور سید امیر شاہ صاحب گیلانی پشاور پیش پیش ہیں۔

مصنف نے ہندوستان میں ہندوؤں کے راہنماؤں کو ہادیانِ ہند اور پیغمبروں میں شمار کیا ہے، مثلاً (۱) سری ہنومان جی (۲) سری رام چندر جی (۳) سری کرشن جی (۴) اور سری سیتا دیوی، جو کہ عورت ہے کو بھی ہادیانِ ہند میں شمار کیا ہے (۵) مہاتما بدھ اور گوتم بدھ کو بھی ہادیانِ ہند میں شمار کیا ہے اسی وجہ سے احقر کو مصنف پر اور کسی کا خیال گذرا

بہرحال مصنف نے اپنی بزرگی، کرامات اور غیبی اشیاء اور امور سے واقف ہونے کا برملا اعلان کیا ہے اور صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ یہ سب واقعات میں نے بیداری کی حالت میں دیکھے ہیں۔ اگر کشفی حالت کا ذکر کرتے پھر بھی کچھ نہ کچھ جواز نکل آتا لیکن ایسا نہیں ہے۔ مصنف یہ بھی کہتا ہے کہ "مذکورہ بالا ہادیانِ ہند کو میں نے بیداری میں دیکھا اور وہ میری تعظیم بجالائے"۔

مقدمہ کے صفحہ ۵ میں مصنف تحریر کرتا ہے کہ "گیارہ سال کی عمر میں چند جلیل القدر انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سلف کی زیارت بیداری کے عالم میں نصیب ہوئی، انہوں نے میرے مستقبل کے تمام جز و کُل کی بشارت دی اور میرے حال کی گواہی دی، میری تخلیق کی غایت بیان کی اور ہندوستان میں میرے فرائض منصبی کی تشاہد کی اور بارگاہِ رحمۃ للعالمین کے خادم حقیقی اور عبداللہ کے القاب سے نوازا اور مخاطب فرمایا"۔

مصنف مقدمہ کے صفحہ ۳۵ میں لکھتا ہے "یہاں تک کہ کوہ ہمالیہ کے دامنوں کیلاش یا چلاس، کوہِ سلیمان، سراندیپ، سیلون، کوہ آدم، پلِ آدم کے سفر و ہجرت کی خبر دی اور وہاں انبیاء و مرسلین اور لاکھوں صالحین سلف انبیاء کرام ہند سے ملاقات ہونے کی بشارت دی اور وہ حرف بہ حرف پوری ہوئی ہے اور پوری ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی رحم و کرم سے اپنے انوارِ علوم وہبی، لدنی، اسرار، آفاق و انفس کے ابوابِ رحمت و ہدایت اس فقیر پر کھول دیئے، اس بے پناہ بارانِ رحمت رشد و ہدایت سے متواتر چالیس سال تک اللہ تعالیٰ نے سیراب فرمایا"۔

مقدمہ کے صفحہ ۳۸ پر مصنف لکھتا ہے کہ "ایک روز ندائے غیبی آئی، بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ (ترجمہ) جو کچھ تمہیں پہنچا ہے وہ سب کچھ تم دوسروں کو پہنچا دو"۔

کتاب کے صفحہ ۱۶ پر مصنف لکھتا ہے کہ "اس عاجز فقیر کو اللہ تعالیٰ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے وہ اسرار سربستہ اور بھیدِ ناگفتہ کی سیر کرائی اور میری خودی کے اندر ستر ہزار حجابات و مقامات دکھلائے، آخری منزل پر در مرشد و مولیٰ و رہنما پر لا کھڑا کر دیا، مہدی و مرشد کے در پر جب حاضر ہوا تو ستر ہزار مراتب خودی اپنے اپنے مراتب کے ساتھ انوار و تجلیات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے بہرہ ور آفاق و انفس میں اپنے انوار بکھیرتے ہوئے میرے اطراف میں پروانوں کی طرح جمع ہو گئے۔"

کتاب کے ص۱۸ پر مصنف لکھتا ہے کہ "اس کے بعد بارگاہِ رسالت و نبوت سید الانبیاء احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں باریابی کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فقیر آوارۂ کائنات کو اپنے سینۂ پُرانوار و تجلیات سے لگا کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا کر فنافی الرسول کے دائرہ میں داخل فرمایا اور پھر منصبِ عبودیت سے منسلک فرمایا۔ یہاں آکر فقیر نے اپنے نفس کی حقیقت کو جانا، تب بارگاہِ رسالت سے یہ امر صادر ہوا کہ اس عاجز فقیر نے جس سعادتِ ازلی سلامتی ابدی کے گھر کو دیکھا ہے نوعِ انسانی کو اس گھر کی طرف آنے کی دعوت دوں۔"

کتاب کے ص۱ پر مصنف لکھتا ہے کہ "حضرت غوث الاعظمؒ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں مزید برآں ملتِ عظمیٰ مصطفوی میں بالعموم اور اس زمانہ میں بالخصوص حضرت علی علیہ السلام اور حضرت غوث الاعظمؒ سے بڑھ کر کوئی اور بزرگ خرقِ عادات اور کرامات میں مشہور و معروف نہیں ہے۔"

احقر نے جب کتاب مذکور شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے فرمایا کہ :-

"یہ کتاب مجموعی حیثیت سے نیم علم لوگوں کے لیے موہم اور بے علم لوگوں کے لیے گمراہ کن ہے ایسی کتاب کے مطالعہ سے اسلام اور ایمان کو بیّن نقصان پہنچتا ہے۔" وھو الموفق

بہرحال اس خطرناک اور زہریلے لٹریچر پر فوراً پابندی لگنی چاہیئے، یہ سب حالیہ نئے سیاسی انقلاب کے ثمرات ہیں، خدا کرے کہ یہ دینی قوتوں کے اتحاد اور مزید غیرت و حمیت کی انگیخت کا ذریعہ ہو سکیں۔ آپ کی مساعی تو معلوم ہی ہیں اُمید ہے کہ اِدھر بھی خصوصیت سے توجہ فرما دیں گے۔

(مولانا) گُل شہر حقانی جنرل سیکرٹری تنظیم اساتذہ فاٹا

الحق کے مضامین اور قارئین الحق کا مئی ۱۹۸۹ء کا پرچہ بہت خوب اور مضامین بہت بہترین ہیں خاص کر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ کی تقریر تو عجیب ہے۔ اندازہ کے مطابق حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کی نسبت نے کام کیا ہے۔ ہر جملہ اور ہر حرف میں سکون اور اعتماد کی فضا قائم تھی۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مدد فرما دیں میری طرف سے مبارکباد دے دیں۔ (قاری محمد عبداللہ جامعہ علوم القرآن باران کلہ بنوں)

، الحمدللہ کہ جب تک ماہنامہ الحق اور آپ حضرات جیسے حساس علماء موجود ہیں تو دینِ اسلام، مقامِ رسولؐ، اور ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سلمان رشدی" اور "اکرم عربی" جیسے کروڑوں گستاخانِ رسول سے کوئی خطرہ و اندیشہ نہیں۔ ماہنامہ الحق باقاعدگی سے مطالعہ میں رہتا ہے۔ لاہور کے دجال (اکرم عربی) اور سلمان رشدی اور دیگر دین دشمن قوتوں، تحریکوں اور اداروں کے بارے میں پہلی بار صحیح اور مفصل معلومات ماہنامہ الحق ہی کے ذریعہ ہوتی رہیں۔ (ڈاکٹر عبدالعزیز خان چودھوان۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان)